REGD No. P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ٦٧

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ (القرآن)

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ١٧

شمارہ ١

شرح چندہ
سالانہ/ ٧ روپے
ششماہی ـ ٤ روپے
ممالکِ غیر ـ/ ٨ روپے

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

فی پرچہ ١٥ نئے پیسے

٤ جنوری ١٩٦٨ء	شوال ١٣٨٧ھ	صلح ١٣٤٧ہش

اخبارِ احمدیہ

قادیان ٣١ دسمبر ـ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ٢٦ دسمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ـ الحمد للہ۔

ـ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں ـ الحمد للہ۔

ـ رمضان شریف میں دن کے وقت درس القرآن کا سلسلہ وقت نمازِ تراویح میں قرآن کریم سنانے کا سلسلہ مقامی طور پر جاری رہا۔ احبابِ جماعت نے اس سے اپنے اپنے ظرف اور توفیق کے مطابق استفادہ کیا ـ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے سب کو اس کے نیک اثرات وثمرات سے متمتع فرمائے ـ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

وقفِ جدید کا گیارھواں سال شروع ہونے کا اعلان

"آگے بڑھیں اور وقفِ جدید کے نئے سال کے وعدے بڑھ چڑھ کر پیش کریں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کے گیارھویں سال کے آغاز کا اعلان فرماتے ہوئے احبابِ جماعت کے نام جو پیغام دیا ہے اس کا مکمل متن درج ذیل ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

احبابِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

وقفِ جدید کا نیا مالی سال یکم جنوری ١٩٦٨ء سے شروع ہو رہا ہے ۔ اس موقعہ پر میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غلبۂ اسلام کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے اپنی قربانیوں کے معیار کو اونچا کرے ۔ جماعت کی قربانیاں اور اللہ تعالیٰ کا پیار ہمارے سامنے ہے ۔ ١٨٩٢ء کے لئے ١٨٩٢ء کے جلسہ سالانہ پر جماعت نے جو وعدے کئے ان کی رقم سات سو کچھ روپے تھی اور آج پچھتر سال گذرنے کے بعد عملاً جماعت جو مالی قربانیاں خدا کی راہ میں پیش کر رہی ہے اس کی رقم ایک کروڑ سے اوپر نکل گئی ہے ۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو اس نے اپنے وعدہ کہ ان کے اموال میں برکت دی جائے گی کے نتیجہ میں جماعت پر کیا ۔ ان کی حقیر تر قربانیوں کے نتیجہ میں جو ایک روپیہ انہوں نے دیا اس کے بدلہ میں ان کو اور ان کے خاندانوں کو دس ہزار روپیہ سے بھی زائد خدا نے دیا ۔ اللہ تعالیٰ نے دس ہزار گنا سے بھی زیادہ ان کے اموال کو بڑھا دیا ۔ پس جو کچھ ہم خدا کی راہ میں دیتے ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اموال ضائع ہو گئے ۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں اتنا ہی ملتا ہے ۔ پھر تمہیں ڈر کس بات کا ہے ۔ جتنا تم نے دیا تھا وہ تمہیں واپس مل گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل بڑی وضاحت سے یہ شہادت دے رہا ہے کہ تم ایک روپیہ میری راہ میں خرچ کرو میں دس ہزار روپیہ تمہیں لوٹا دوں گا ۔

پس آگے بڑھیں اور وقفِ جدید کے نئے سال کے وعدے بڑھ بڑھ کر پیش کریں اور جو دوست ابھی تک اس مالی جہاد میں شامل نہیں ہیں ان کو چاہیئے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا وہ ارشاد جو حضور نے وقفِ جدید کے بارہ میں فرمایا تھا کہ خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں اپنے کپڑے بیچنے پڑیں میں اس مقصد کو بہرحال پورا کروں گا ۔ اپنے سامنے رکھیں ۔ پھر میں نے یہ تحریک کی تھی کہ اگر ہمارے اطفال اور ناصرات اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ان کے والدین اپنے بچوں کی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ان کی برکت کا سامان پیدا کرنا چاہیں ۔ تو جو چھوٹے بچے ابھی نا سمجھ ہیں ان کی طرف سے بھی وقفِ جدید کے چند روپے دیں تو اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا جماعت کو چاہیئے کہ وہ اس کی اہمیت کو بھی سمجھے اور اپنے بچوں کو ابھی سے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں ۔

مال کے علاوہ ایک بڑی ضرورت معلمین کی ہے ۔ ایسے معلم جو واقعہ میں اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کرنا چاہیں ۔ ایسے معلم نہیں جو یہ سمجھیں کہ دنیا میں کسی اور جگہ ان کا ٹھکانا نہیں چلو وقفِ جدید میں جا کے معلم بن جائیں ۔ بلکہ درد رکھنے والے خدا اور اس کے رسول سے محبت کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تفسیر قرآن بیان کی ہے اس سے دلی لگاؤ رکھنے والے اسے پڑھنے والے ، اسے یاد رکھنے والے اور خدمت کا انتہائی جذبہ رکھنے والے جس کے دل میں خدمتِ خلق کا جذبہ نہیں وہ معلم نہیں بن سکتا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ دنیوی لحاظ سے یا دینی لحاظ سے ہم اپنے بھائی کو جو کچھ بھی دیتے ہیں وہ خدمت کے جذبہ کے نتیجہ میں دیتے ہیں اس کے بغیر ہم دے بھی نہیں سکتے ۔

پس ہمیں ایسے بے نفس خدمت گذار معلم چاہئیں ۔ منصوبہ یہ ہے کہ اس سال پہلے سال کی نسبت زیادہ تعداد میں آدمی لئے جائیں مگر منصوبہ یہ ہے کہ پہلے سالوں کی نسبت ان پر زیادہ خرچ کیا جائے ۔ پس میں آپ سے کہتا ہوں کہ آگے بڑھیں اور اپنے وعدوں کی حدود کو پھیلاتے ہوئے اس مقام تک پہنچ جائیں جو جماعت کی ضرورت کا مقام ہے ! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو ۔

خلیفۃ المسیح الثالث ۔

نوٹ : حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کو صدر و خطیب صاحبان و مبلغین کرام خطبہ جمعہ میں احبابِ جماعت مرد اور عورتوں اور بچوں کو سنا کر وعدے حاصل کر کے مرکز میں جلد ارسال فرمادیں ۔ جو احباب اپنے وعدے بھیجے ساتھ ہی ادائیگی فرمادیں گے ان کی اطلاع خاص طور پر بغرض دعا حضور کی خدمت میں ہر ماہ جنوری تک ارسال کی جاتی رہے گی ۔
(ناظم وقف جدید ربوہ)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۴ر جنوری ۱۹۶۸ء

اہلِ پیغام کی منافقانہ چالیں اور فتنہ انگیز حرکات

قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عملی منافق کے مقابل پر اعتقادی منافق بڑے ہی خطرناک اور معاشرہ کے لئے نہایت درجہ ضرر رساں ہوتے ہیں۔ قوم کی جڑوں کو کھوکھلا کر دینے میں نہ صرف سب سے زیادہ جس بھی مچاتے ہیں۔ اعتقادی کمزوری کے سبب ہمیشہ دو رُخی پالیسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور فتنہ کے کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے کُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا کے جامع الفاظ میں ان کی حقیقت کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔

یہ اعتقادی کمزوری ہی ہے جس کی وجہ سے منافقوں کا یہ گروہ منکرین کی اکثریت سے خائف رہتا ہے۔ پرلے درجہ کا بزدل اور کمزور ایمان ہونے کے سبب اکثریت کا خوف ہر دم اُسے کھائے جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات اکثریت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے معتقدات تک کی پرواہ نہیں کرتا اور "صلح پسندی" میں مومنوں کو ترغیب دینے لگتا ہے کہ منکروں کے ساتھ مصالحت کر لی جائے۔ جب دیکھتا ہے کہ اس رنگ میں دال نہیں گلتی تو سب اوچھی مکارانہ چالوں کے ذریعہ کئی قسم کی غلط فہمیاں پھیلا کر ماننے والے اور نہ ماننے والے دو گروہوں میں لڑائی اور فتنہ کی آگ بھڑکانے سے بھی نہیں چوکتا۔ ایسا اعتقادی منافقوں اور ان کی غدارانہ چالوں کی عملی تصویر فی زمانہ اہلِ پیغام کی تاریخ اور ان کی شب و روز کی مساعی سے ظاہر ہے۔

یہ لوگ جماعت مبائعین کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر انگاروں پر لوٹتے ہیں۔ فتنہ انگیزی کے نت نئے منصوبے بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک دین کی خدمت نعوذ باللہ یہی ہے کہ ایک فریق کو دوسرے کے خلاف بھڑکایا جائے اور ملک میں شورش پھیلائی جائے۔ اور خود تماشائی بن کر دیکھتے رہیں!! مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی ایسے شرپسند عناصر کے غیر پسندیدہ منصوبوں کو ناکام و نامراد کرتا اور اپنی پاک جماعت کو ان کے منصوبوں کے بد نتائج سے محفوظ رکھتا چلا آیا ہے۔ خلافت ثانیہ کے ۵۲ سالہ کامیاب دور میں متعدد بار روسیاہی دیکھ لینے کے باوجود ان لوگوں نے عبرت حاصل نہیں کی اور اب خلافت ثالثہ کے در پے ہو گئے ہیں!!

یوں تو پیغام صلح لاہور کے قریباً ہر پرچہ میں ہی مبائعین کی جماعت اور اس کے محبوب امام عالی مقام کے بارہ میں اپنے بغض و عناد کا اظہار کیا گیا ہوتا ہے۔ مگر ۶ر دسمبر ۱۹۶۷ء کے پیغام صلح میں پانچ صفحوں کا ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس میں شرارت آمیزی اور فتنہ انگیزی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا :-

اس مضمون میں کیا ہے؟ — عام مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکانے اور ملک میں فتنہ و فساد کی آگ سلگانے کے لئے کذب و افتراء کے رنگ میں کفر و اسلام کی اُلٹی سیدھی باتیں بیان کی ہیں ساتھ ہی عامۃ المسلمین کی نہایت درجہ چاپلوسی کرتے ہوئے اعتقادی منافقوں کا پارٹ ادا کیا ہے۔ عوام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مبائعین پر مختلف رنگ کی الزام تراشیاں کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تعلیم کے خلاف جماعت مبائعین کو غیر احمدی امام کے پیچھے نمازیں ادا کرنے اور دیگر کئی قسم کے جماعتی امتیازات ختم کر دینے کے مشورے دیئے گئے ہیں۔ اور ازراہ شرارت ذہین اندازہ میں غیر احمدیوں کو جماعت کے خلاف شورش برپا کرنے پر اکسایا ہے۔

اپنی شقاوت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مضمون نگار نے متعدد مقامات پر ہمارے محبوب مرحوم و مغفور امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر بڑے ہی دل آزار طریق پر کیا ہے۔ اور محض افتراء کے طور پر آپؓ کی طرف بہت ہی غلط باتیں منسوب کی ہیں۔

مضمون نگار نے اپنے مخصوص ذہنیت لن ترانیوں سے کام لیا ہے۔ اور احمدی ہوتے ہوئے خود کو عامۃ المسلمین کا ہی فرد، ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لینے والا اور ان کے جنازوں میں شریک ہونے والا ظاہر کیا ہے۔ جبکہ شاید مضمون نگار کو اس سے کچھ سیاسی مطلب براری بھی مقصود ہے۔ لگے ہاتھوں نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا سیاسی ہیرو اور آزادی ملک کے وقت مسلمانوں کی قیادت کرنے والا ظاہر کیا ہے۔ بلکہ اسی سلسلہ میں جیل بھیجے جانے کو اپنا غیر معمولی کارنامہ ظاہر کرتے ہوئے اسے خاص انداز سے ذکر کیا ہے تا سند رہے۔ اور عند الحاجت کام آئے!!

مضمون کے آخر میں اسلام کے مستقبل کے بارہ میں بھی بعض ڈھکوسلے بیان کئے گئے ہیں۔

ان سب منافقانہ چالوں اور فتنہ انگیزی سے پُر حرکات کے مقابل پر جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے وہ شخص یقیناً بہت بھولا ہے۔ جو دوسروں کا ماتحت چڑا اپنا محل بناتا ہے۔ اور افتراء پردازی سے کام لے کر نیک اور پارسا انسانوں کے بارہ میں جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں کرتا۔ مضمون نگار ہو یا اس کے دوسرے ہم خیال ان لوگوں کو کبھی اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا کہ اب تک عام مسلمانوں کی اکثریت نے ان کی کاسہ لیسی پر خوشنودی کے کیا کچھ سرٹیفکیٹ دیئے ہیں۔ غیر مبائعین اور اہل پیغام کی منافقانہ چالوں سے نہ صرف احمدی احباب بلکہ مخالفین احمدیت بھی اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں۔ مضمون نگار اور اس کے ساتھیوں کی ضیافت طبع کے لئے چند ایک ایسے ہی سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اخبار سیاست نے لکھا:-

"لاہوری احمدیوں کا مسلمانوں کو یہ بتانا کہ وہ انہیں مسلمان سمجھتے ہیں سرتا پا منافقت ہے۔ جس سے مسلمانوں کو آگاہ ہو جانا چاہیئے۔"

(سیاست ۱۹ر فروری ۱۹۳۵ء)

۲۔ اخبار احسان نے لکھا:-

"مرزائیوں کے لاہوری جماعت کے فریب کاروں کا گروہ مرزا کو نبی سمجھنے اور کہنے میں قادیانیوں سے کم نہیں ہے۔ اور جب وہ مسلمانوں سے یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ ہم قادیان کے مدعی نبوت کو محض محدّث اور مجدد بلکہ محض ایک نیک مولوی سمجھتے ہیں تو ان کا مقصد دھوکا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔"

(احسان ۲۵ر فروری ۱۹۳۵ء)

۳۔ اخبار زمیندار نے لکھا:-

"لاہوری مرزائی قادیانیوں سے کہیں زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔"

(زمیندار ۱۷ر فروری ۱۹۳۵ء)

۴۔ پروفیسر الیاس برنی نے اپنی کتاب قادیانی مذہب کے ایڈیشن ششم کے مقدمہ میں "قادیانی جماعت [illegible] کے عقائد" کے عنوان کے تحت لکھا:

"قادیانی جماعت قادیان جو مرزا قادیانی صاحب کے تمام دعووں پر ایمان رکھتی ہے اور جماعت لاہور کی طرح نبوت کے دعوؤں سے عرف و انکار نہیں کرتی اور تذبذب و تلوّن نہیں دکھاتی قادیانی فرقہ بہت زیادہ مقبول ہے جماعت لاہور اپنی دو رُخی کے طفیل اسلام کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ کے واسطے مسلمانوں سے بھی امداد حاصل کر لیتی ہے چنانچہ مرزا قادیانی صاحب کو مجدد، محدّث، مہدی اور مسیح موعود وہ بھی لازمی مانتی ہے اور انکو نہ ماننے کی بناء پر وہ بھی مسلمانوں کو فاسق جانتی ہے اور لطف یہ کہ خود داویلا کرتی رہتی ہے کہ جماعت قادیان نے مسلمانوں کو مرزا صاحب کے انکار کی بناء پر کافر قرار دیکر اسلام میں بڑا فتنہ برپا کیا۔"

خطبہ جمعہ

ہر قسم کے ابتلاؤں اور امتحانوں میں کامیاب ہوئے بغیر انسان رضائے الٰہی کی جنتوں میں داخل نہیں ہو سکتا

رمضان کا مہینہ بھی ظاہری حالات میں سختی کا مہینہ ہے لیکن اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ ہم پر جنت کے دروازے کھول دیتا ہے

ان راہوں کو اختیار کرو جن پر چل کر عشقِ الٰہی اور دعاؤں کے نتیجہ میں ایمان کو نئی زندگی اور نئی مضبوطی حاصل ہوتی ہے

اگر تم اس طرح خدا کے فضل کو جذب کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تم یقیناً اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ گے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۷ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ○ (البقرہ آیت ۲۱۵)

اس کے بعد فرمایا:۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کو تم اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک

ایک مضبوط اور زندہ ایمان

پر تم قائم نہ ہو جاؤ۔ ایسا ایمان ہوا اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی معجزانہ نصرتوں کو اس کا عاجز بندہ مشاہدہ کرتا ہے اور اللہ کی معجزانہ نصرت اس وقت اور صرف ان لوگوں کو ملا کرتی ہے جو اپنے رب کے ساتھ ایک زندہ تعلق پیدا کر لیتے ہیں اور اس کی محبت میں اور اس کے عشق میں اپنے رات دن گزارتے ہیں۔ اس محبت کو پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو راستہ بتایا ہے وہ عاجزانہ دعاؤں اور التجاؤں کا راستہ ہے۔ ان عاشقانہ التجاؤں کے ساتھ ایک بندہ اپنی محبت کا اظہار کرتا اور

اپنے رب کی محبت کو جذب کرتا ہے اور دعا کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس پہ ایک موت وارد ہو رہی ہے۔ پس وہ موت کی سی کیفیت پیدا کر کے اپنے رب کے حضور جھکتا ہے۔ اپنا سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اور صرف اسی کی یاد اس کے دل اور اس کے دماغ کو معطر کر رہی ہوتی ہے

عاجزانہ دعاؤں کے وقت

موت کی سی کیفیت صرف اُس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب اس کے سامان پیدا کئے جائیں اور وہ سامان بأساء اور ضراء اور زلزلہ ہیں۔

غرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان کیا ہے کہ تمہیں تکالیف میں ڈالنا ہمارا مقصد نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مخالفوں کے ابتلاء اور قضاء و قدر کے ابتلاء اور احکام و اوامر کے امتحان بندہ کے لئے اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں کہ تا اللہ کا ایک بندہ اپنے رب کی طرف جھکے اور بار بار جھکے اور ان عاشقانہ التجاؤں اور عاجزانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اسے قرب الٰہی حاصل ہو اور ایک اور حقیقی روحانیت پیدا ہو جائے۔ اور ایک زندہ تعلق اس کا اپنے رب کے ساتھ قائم ہو جائے جس کے نتیجہ میں مصائب و شدائد اور ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ

اپنے فضل اور رحم سے

معجزانہ نصرت اور تائید کے نشانات

اسے دکھائے اور اس طرح اس کے ایمان کو زندہ اور مضبوط کرے۔

اس آیت کے معنی جو تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان کئے ہیں یہ ہیں کہ

"کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ ابھی تم پہلی لوگوں کی (سی تکلیف کی حالت) نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر رہے ہیں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے انہیں تنگی (بھی) پہنچی اور تکلیف (بھی) اور انہیں خوف دلایا گیا تا کہ (اس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اُٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے"

یعنی وہ کہہ اُٹھیں کہ ہمارے پیارے رب ہم تیری مدد کے، تیری نصرت اور تائید کے اور محبت کے سلوک کے منتظر ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ شہادت دے گا کہ ایسے لوگوں کے قریب ہی اس کی مدد ہے یعنی انہیں اس کی مدد فوراً آ پہنچ جاتی ہے

بأساء۔ ضراء اور زُلْزِلُوْا تین الفاظ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف اور مصائب کے متعلق استعمال کئے ہیں

بأساء کے معنی

(مفردات) میں اَلشِّدَّۃُ وَالْمَکْرُوْہُ

یعنی مصائب اور شدائد کے آتے ہیں۔ پھر وہ چیز جسے انسان کا نفس پسند نہیں کرتا اور وہ چیز جو اس امر پر گراں ہوتی ہے اس کو بھی بأساء کہتے ہیں اور تنگ دستی کو بھی بأساء کہتے ہیں۔

الضراء کے معنے

سُوْءُ الْحَال یعنی بُرے حال کے ہیں۔ یہ لفظ عربی زبان میں اس وقت بھی بولا جاتا ہے جب کسی کو کہنا ہو کہ اس کا تو بُرا حال ہے نہ اس کے پاس علم ہے نہ فضل ہے اور نہ وہ اخلاق فاضلہ رکھتا ہے۔ پس دشمن ان کو ایسا سمجھتے اور ایسا مشہور کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ پھر انسان کی ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے بھی ضراء کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنے ہوتے ہیں کہ اس کے پاس مال کی کمی ہے۔ دنیوی عزت اور دنیوی وجاہت کی کمی ہے (مفردات) میں الضراء کے معنے اَلنَّقْصُ فِی الْاَنْفُسِ وَالْاَمْوَالِ یعنی جانی اور مالی نقصان کے بھی کئے گئے ہیں اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص ضراء میں مبتلا ہو وہ کسی اور کسی [illegible] کی حالت میں ہوتا ہے۔

وَزُلْزِلُوْا

زُلْزِل کا لفظ اگر زمین کے متعلق استعمال ہو تو اس کے معنی ہیں جھٹکے لگے اور بعض دفعہ زلزلہ میں زمین کو تہ و بالا بھی کر دیا جاتا ہے۔ جب انسان

کے متعلق یہ الفاظ استعمال ہوئے ان کے معنے ہوتے ہیں نُصِرْتُ وَ حُثِيَ رُعْبًا یعنی رعب سے میری مدد کی گئی یعنی بڑا خوف اس کے دل میں پیدا کیا گیا اور اس کو ڈرایا گیا۔

اس آیت میں یہ تین الفاظ صرف مخالفین کی مخالفت کی طرف اشارہ نہیں کر رہے بلکہ ہر سہ تکالیف کی طرف اشارہ کر رہے ہیں یعنی وہ تکالیف و باساء جو مخالفین پہنچاتے ہیں اور دشمن) جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والوں کے مخالف انہیں پہنچاتے ہیں اور دوسرے وہ تکالیف جو اللہ تعالیٰ اپنی قضاء و قدر کے نتیجہ میں انہیں پہنچاتا ہے تا وہ ان کا امتحان لے۔ تیسرے وہ تکالیف اور تنگیاں جو انسان خود اپنے نفس پر ڈالتا ہے۔ یہ

تینوں قسم کی تکالیف

ان تینوں لفظوں کے اندر پائی جاتی ہیں۔

مثلاً اللہ تعالیٰ نے (جب جہاد کی شرائط پوری ہوں) تلوار کے جہاد کا حکم دیا ہے کہ تم اپنی جانوں کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور میدان مقابلہ اور میدان جنگ میں جا اترو۔ اور وہ ایسا موقعہ ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے نَقْصٍ مِّنَ الْأَنْفُسِ یعنی جانوں کا نقصان کرنے کی خوشنودی کے حصول کے لئے نَقْصٍ مِّنَ الْأَنْفُسِ یعنی جانوں کا نقصان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے ان کی راہ میں شہید بھی ہو جاتے ہیں اور شہید ہوتے رہتے ہیں۔ وہ خود بھی فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ہوتے رہے ہیں اور دنیا کے لئے بھی ان کا وجود ایک نعمت بنتا رہا ہے۔ تو یہ دنیوی لحاظ سے ایک تکلیف ہے جو انسان اپنے نفس پر ڈالتا ہے جیسے انسان اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو پہنچاتا ہے یا مثلاً بھوکا رہتا ہے۔ بھوک تو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے انسان کا جسم اپنے نفس کو یہ کہتا ہے کہ مجھے کھانے کو کچھ دو تا میری کمزوری دور ہو جائے۔ اور جو اجزاء جسم سے خارج ہو گئے ہیں یا مر گئے ہیں۔

ان کی جگہ زندہ اجزاء لے لیں

غرض بھوک ایک ایسی تکلیف ہے

جو یہ بتا رہی ہوتی ہے کہ ہمارے جسموں میں ایک کمزوری واقع ہو رہی ہے اور اس کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہیئے کیونکہ اگر انسان اپنی اس کمزوری اور ضرورت کی طرف ایک لمبا عرصہ متوجہ نہ ہو تو اس کی موت واقع ہو جائے گی۔ لوگ دنیا کو ڈرانے کے لئے بھی تو بھوک ہڑتال کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اپنی ہٹ کی وجہ سے اپنی جان بھی دیدیتے ہیں۔ اس میں ان کی جان اسی لئے ضائع ہوتی ہے کہ جسم کی ضرورت کو پورا نہیں کیا جاتا جسم ان کو کہتا ہے میری ضرورت کو پورا کرو۔ مگر وہ کہتے ہیں ہم بڑے ضدی آدمی ہیں۔ ہم تمہاری ضرورت کو پورا نہیں کرینگے۔ اس طرح وہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یا ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں لیکن ایک تکلیف بھوک کی وہ ہے جو انسان خدا کے لئے برداشت کرتا ہے۔ اور اس کے ..... بہت سے مواقع ہیں صرف رمضان ہی اس کا موقعہ نہیں۔ مثلاً

ایک دفعہ جہاد کے موقعہ پر

راشن کم ہو گیا تو نبی کریم صلے اللہ (علیہ) وسلم نے ہر شخص کے پاس جو کھانے کی اشیاء تھیں وہ ایک جگہ جمع کر لیں۔ اور پھر وہ تھوڑی تھوڑی کر کے فوج میں تقسیم کرنا شروع کیں تا ہر ایک کو حصہ رسدی کچھ نہ کچھ پہنچ جائے۔ کیونکہ آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ مسلمانوں کے معاشرہ میں دنیا یہ نظارہ دیکھے کہ ایسے ابتلاء کے وقت بعض لوگوں نے تو اپنے پیٹ بھر لئے اور بعض کو کچھ بھی نہ ملا اور بھوکے مر گئے گویا ان مواقع پر راشن کو ختم کر دیا گیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ وہ انہیں اتنا بھی دے دیتا تھا۔ اور پھر جو دیتا تھا اس میں اتنی برکت ڈال دیتا تھا اس تھوڑی سی غذا کی وجہ سے ان پر موت وارد نہیں ہوئی یا انہیں کوئی مستقل جسمانی نقصان نہیں پہنچا لیکن خدا کے لئے بھوک کی تکلیف انہوں نے برداشت کی۔

یہ تو اجتماعی رنگ تھا بعض دفعہ انفرادی طور پر بھی انسان اپنے کھانے کا ایک حصہ دوسرے کو دیدیتا ہے مثلاً ایسے وقت میں کوئی مہمان آ جاتا کہ اس کے لئے نہ اتنا کھانا پکانا مشکل ہوتا ہے یا ایسا کرنا تکلف میں شامل ہوتا ہے تو گھر والے نصف کھانا کھا لیتے ہیں اور نصف اپنے مہمان کو دیدیتے ہیں۔ پس یہ بھی بھوک کو برداشت کرنے کی ایک شکل ہے یا پھر رمضان ہے جو بھوکے رہنے کی قربانی کے اصول قائم کرنے کی بنیاد ہے۔ رمضان کے مہینہ میں

اللہ تعالیٰ ہم سے مطالبہ کرتا ہے

کہ پو پھٹنے سے لے کر سورج غروب ہونے تک بھوکے رہو۔ پیاسے رہو۔ اور نفس کی بعض دوسری خواہشات کو بھی چھوڑ دو۔ پس رمضان میں انسان اس تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔

بعض دفعہ انسان اپنی مرضی سے اپنے رب کی خوشنودی کے حصول کے لئے دوسری تکالیف بھی برداشت کرتا ہے۔ مثلاً سردی کی تکلیف بھی برداشت کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ مجھ سے بڑی عمر کا ایک شخص ہے اس کے پاس کپڑے کافی نہیں اور شدت سردی کی وجہ سے اسے تکلیف ہو رہی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اس بوڑھے کی تکلیف میری تکلیف سے زیادہ ہے۔ اگر میں اپنے کپڑے اس کو دے دوں تو جو تکلیف مجھے پہنچے گی وہ اس کی تکلیف سے کم ہوگی۔ چنانچہ اس کا دل جو اپنے رب کا عاشق ہوتا ہے یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اللہ کے دو بندوں میں سے جس کو کم تکلیف پہنچے اس کو وہ تکلیف برداشت کرلینی چاہیئے اور جس کو زیادہ تکلیف پہنچ رہی ہو اس کی تکلیف دور کر دینی چاہیئے۔ پس وہ اپنے کپڑے اپنے اس بھائی کو دے دیتا ہے اور خود سردی کی تکلیف برداشت کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام کے سینکڑوں حکم ہیں اور ان میں سے ہر حکم ہم سے ایک قربانی چاہتا ہے تبھی تو اس کا بدلہ اور جزا ملتی ہے۔

پس جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے قربانی چاہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس کے نتیجہ میں تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ وہ تکلیف جسمانی ہو جذباتی ہو یا کسی عادت کو چھوڑنے کی وجہ سے ہو وغیرہ وغیرہ

تکالیف کی بھی سینکڑوں قسمیں ہیں

اور احکام تو اپنی بھی سینکڑوں ہیں اور ہر حکم اور ہر نہی جو قرآن عظیم میں بیان ہوئی ہے جب ہم اس پر عمل کرتے ہیں تو ہم ایک قربانی دے رہے ہوتے ہیں ہم ایک تکلیف اپنے نفس پر ڈال رہے ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ خدا کے لئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے ہوتا ہے۔

غرض یہاں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے مصائب اور شدائد اور تکالیف کا ذکر کیا ہے۔ پھر آگے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں یعنی وہ باساء جو مخالف کی طرف سے آتی ہے یا قضاء و قدر کے نتیجہ میں آتی ہے یا وہ تنگدستی جس میں انسان اپنے آپ کو خود ڈال لیتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو غریب کر لیتا ہے یعنی ایک تو وہ ہے جس کی فصل ماری گئی ہے۔ اور غریب ہو گیا ہے اور ایک وہ تھا جو اپنے گھر کا سارا اثاثہ لے آیا۔ اور

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالا۔ ابو بکرؓ بھی تو بظاہر فقیر ہو گئے تھے یہ تنگدستی ان پر بھی آ گئی تھی۔ لیکن وہ تنگدستی رضاکارانہ تھی اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے تھی پس ایک تنگدستی وہ ہے جو مخالف کے فعل کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مثلاً مکہ سے ہجرت کرتے وقت مسلمانوں نے قریباً اپنے سارے اموال وہاں چھوڑ دیئے۔ اس کے نتیجہ میں وہ تنگدست ہو گئے۔ اور وہ جو بہت مالدار تھے وہ بھی ہجرت کی وجہ سے غریب ہو گئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے غیرت بھی عطا کی تھی۔ مدینہ میں آئے تو انہوں نے کہا ہم نے خدا کے لئے مال چھوڑا ہے۔ پھر کسی آدمی کے آگے ہاتھ پھیلانے کا کیا مطلب۔ ان میں سے بعض نے کلہاڑا لیا جنگل کی طرف نکل گئے۔ اور لکڑیاں کاٹ لائے اور اس طرح انہوں نے اپنا پیٹ پالنا شروع کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے رزق میں بڑی برکت دی۔ بہرحال وہ رضاکارانہ طور پر اپنے تمام اموال خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار تھے اور عملاً انہوں نے چھوڑ بھی دیئے یہ ایک تنگدستی ہے جو دشمن کے عناد کے نتیجہ میں ان پر آئی۔ اگر مکہ والے ان کے لئے ایسے حالات پیدا نہ کر دیتے تو ان کو اپنے اموال نہ چھوڑنے پڑتے۔ پھر قضاء و قدر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انسان کا امتحان لینا چاہتا ہے اور تنگدستی پیدا کر دیتا ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ احتیاج کے وقت تم اپنے رب کی طرف جھکتے ہو یا انسان کی طرف جھکتے ہو۔ ناجائز طریق سے مال حاصل کرنا

چاہتے ہو یا مانگتے ہو جو ناپسندیدہ ہے یا اپنے رب پر توکل رکھتے ہو اور حسن ظن رکھتے ہو تو پھر تم یہ امید رکھتے ہو کہ وہ تمہارے رزق میں ان راہوں سے برکت بھیجے گا کہ جن کا وہم و گمان بھی تم نہیں کر سکتے۔ تمہارے ذہن میں وہ بات آ ہی نہیں سکتی۔

غرض یہاں

ہر قسم کی تکالیف اور مصائب اور شدائد

کا بیان ہے یعنی ان تکالیف مصائب اور شدائد کا بھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے امتحان کے لئے نازل کی جاتی ہیں اور ان کا بھی جو مخالفوں کی مخالفت کے نتیجہ میں انسان پر آتی ہیں۔ اور ان کا بھی جو انسان اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاتے ہوئے خود اپنے لئے پیدا کر لیتا ہے اور جن کی بعض مثالیں میں نے اس وقت دی ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ ہر قسم کے شدائد اور مصائب اور تنگ دستیوں میں اور یا سا دیتے تمہیں مبتلا کیا جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ ہم تمہاری ظاہری حالت ایسی کر دیں گے کہ تمہیں غریب پاکر اور تمہیں دنیوی عزتوں سے ننگا پاکر دنیا تمہاری بے عزتی کے لئے تیار ہو جائے گی اور تمہیں ضرر میں مبتلا کر دیا جائے گا اور ہر قسم کی ضرر تمہیں پہنچیں گی یعنی تمہارا مخالف تمہیں مالی نقصان پہنچائے گا اور تمہاری بے عزتی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کے لئے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ تمہاری عزت میں فرق آ جائے اور تم خود اپنے نفس کو پہچانتے ہوئے اسے عاجزی اور کم مائیگی کے مقام پر لا کھڑا کر دو گے۔ تمہیں ضرر پہنچے گی یعنی تم خود یہ جاننے اور پہچاننے لگو گے کہ تمہاری کوئی عزت نہیں۔

ساری عزتیں خدا کی ہیں

جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں عزت نہ ملے تم حقیقی معنی میں معزز کہلانے کے مستحق نہیں ہو۔ تو ہر قسم کے ابتلاء ضرر کے میدان میں بھی تمہیں دیکھنے پڑیں گے اور کبھی خوف کی حالت طاری ہو گی کبھی دشمنوں کی دشمنی کے نتیجہ میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا

یہ زلزلہ جس کا اس آیت میں ذکر ہے دشمنوں کا پیدا کردہ تھا یعنی جنگ احزاب کے موقع پر عرب کے سارے قبائل اکٹھے ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ظاہری سامانوں کو دیکھتے ہوئے اُن کا بچ جانا اور ہلاکت سے محفوظ رہنا بظاہر ناممکن تھا۔ اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے ان کی طبیعتوں میں طبعاً خوف کی حالت پیدا ہوئی۔ لیکن ان کی روحانی تربیت کے نتیجہ میں اس خوف کی حالت میں وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ ان کو نظر آ رہا تھا کہ حالات ایسے ہیں کہ ہمیں کوئی بچا نہیں سکتی لیکن ہم اپنے رب کو پہچانتے ہیں اور اس یقین پر قائم ہیں کہ ہمارا رب صرف ہمارا رب ہی بچا سکتا ہے۔ اس لئے وہ اس کی طرف جھکے اور انہوں نے دعائیں کیں اور

اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول کیا

اور اس قبولیت دعا کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے کچھ پہلے بطور نعمت ذکر کیا یہ آیت هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا سورہ احزاب کی بارہویں آیت ہے اور دسویں آیت اس طرح شروع ہوتی ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا

جب مومنوں نے دعائیں کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول کیا اور اس طرح پر ان کے لئے اپنی نعمت اور فضل کے سامان پیدا کر دیئے اور ان کو محفوظ کر لیا ایسے حالات میں جب دنیا کا کوئی سہارا ان مسلمانوں کے لئے باقی نہیں رہا تھا وہ خوف زدہ کئے گئے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے رب کے حضور بڑی ہی عاجزی کے ساتھ جھک کر دعائیں کیں اور اس نعمت کو حاصل کیا۔ پس یہ خوف دشمنوں کا پیدا کردہ تھا۔ پھر بعض دفعہ

قضاء و قدر کا خوف

ہوتا ہے۔ ایک شخص کا سب سے پیارا بچہ بیمار ہو جاتا ہے اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ مر جائے گا۔ اس کے بچنے کی امید نہیں۔ یا ایک ماں ولادت کے وقت نو مہینے کی تکالیف برداشت کرنے کے بعد خوش ہو رہی ہوتی ہے کہ آج اللہ تعالیٰ میری تکالیف کا بدلہ دینے والا ہے اور ایک اچھے خوبصورت اور صحت مند بچے کی شکل میں دینے والا ہے۔ لیکن اس وقت کوئی پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے اور ڈاکٹر کہتا ہے کہ ہر دو کی جان خطرے میں ہے اس لئے بچہ کو قربان کر کے ماں کی جان بچا لینی چاہیئے۔ اس وقت خود ماں بھی خدا کے حضور جھکتی ہے اور وہ جن کا تعلق اس کے ساتھ پیار اور محبت کا ہوتا ہے اور جن کے ساتھ اس کا اخوت کا تعلق ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں پیدا کی ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کر لیتا ہے اور خوف کی حالت کو بدل دیتا ہے۔ ابھی چند ہفتے ہوئے۔ لاہور سے ایک دوست کا خط آیا کہ میری بیوی کے کیس میں بڑی سخت پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ اور ڈاکٹر امید نہیں دلا رہے۔ آپ دعا کریں۔ چنانچہ انہوں نے بھی دعائیں کیں اور میں نے بھی ان کے لئے دعا کی اور

اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا

کہ عین ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس پیچیدگی کو دور کر دیا۔ چنانچہ اس دوست کی بیوی نے اسے بتایا کہ باوجود اس کے پہلے اتنی سخت تکلیف تھی کہ ڈاکٹر سخت نا امید تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جو عین وقت پر نازل ہوا مجھے معمولی درد بھی محسوس نہیں ہوئی اور میں ہائے ہائے صرف اس لئے کر رہی تھی کہ کہیں مجھے ان حاملہ عورتوں کی نظر نہ لگ جائے جو میرے ارد گرد بچوں کی پیدائش کا انتظار کر رہی ہیں۔ تو دیکھو ایک وقت میں خوف اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا اور یہ قضاء و قدر کا خوف ہے کہ ماں نے نو مہینے تک تکلیف اٹھائی۔ باپ نے بھی تکلیف اٹھائی۔ گھر کے سارے افراد ہی کچھ نہ کچھ تکلیف ایسے حالات میں اٹھاتے ہی ہیں۔ لیکن جس وقت ولادت کا وقت آیا اور زچہ کی آمد پر سب خوش تھے کہ اچانک قضاء الٰہی سے خوف کی حالت پیدا ہو گئی۔ پس اس قسم کے حالات میں اللہ تعالیٰ دعا کو قبول کرتا ہے اور اس خوف کو دور کر دیتا ہے۔ اور اپنی

قدرت کاملہ پر محکم یقین

پیدا کرتا ہے۔ بعض دفعہ انسان خود خدا تعالیٰ کی خاطر رضاکارانہ طور پر خوف کے یہ حالات پیدا کر لیتا ہے۔ ابھی میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال دی ہے۔ جب آپ نے اپنے گھر کا سارا اثاثہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالا۔ تو دنیوی لحاظ سے یقیناً آپ نے اپنے لئے خوف کے یہ حالات پیدا کر لئے کہ میں نے اپنے مال کا دھیلہ دھیلہ خدا کی راہ میں قربان کر دیا ہے۔ بہر حال آپ نے دعا کی کہ اے خدا تجھ پر ہی توکل رکھتے اور تجھ پر ہی کامل یقین رکھتے ہوئے میں نے ایسا کیا ہے۔ میرے حالات تیرے ہاتھ میں ہیں۔ تو انہیں درست کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ثروت کو دور کر دیا۔ پس بعض دفعہ انسان خوف آپ ہی رضاکارانہ طور پر اپنے لئے پیدا کر لیتا ہے۔ یا مثلاً مسلمان جنگ میں جاتے تھے اور میدان جنگ میں بہر حال مقام خوف و خطر ہے۔ تو اس میں ہر سہ تکالیف شامل ہیں یعنی دشمن کی پیدا کردہ تکالیف۔ قضاء و قدر کی پیدا کردہ تکالیف اور رضاکارانہ طور پر اپنے اوپر خود کی جانے والی تکالیف۔ پس اس آیت میں جو میں نے شروع میں تلاوت کی ہے صرف دشمنوں کی پیدا کردہ تکالیف کا ہی ذکر نہیں بلکہ ہر سہ تکالیف کا ذکر ہے۔ پھر آگے وہ تکالیف تین قسم کی بتائی گئی ہیں ایک وہ تکالیف ہیں جو باساء کی شکل میں آتی ہیں۔ ایک وہ تکالیف ہیں جو ضراء کی شکل میں آتی ہیں اور ایک وہ تکالیف ہیں جو ایک زلزلہ کی شکل میں آتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں یہ تکالیف تم پر اس لئے نازل کرتا ہوں تاکہ حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ رسول اور مومن لوگ پکار اٹھیں کہ

اللہ کی مدد کب آئے گی

"مَتٰی" کے ایک معنے جیسا کہ لغت میں ہیں

ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان کئے ہیں تاکہ تم اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اور دعائیں کرو اور خدا سے کہو کہ ہمارے سارے سہارے ٹوٹ گئے۔ صرف ایک تیرا سہارا باقی ہے مَتیٰ نَصْرُ اللّٰہِ اب تو ہم پر رحم کر اور اپنی مدد اور نصرت ہمارے لئے آسمان سے نازل کر۔ تب اللہ تعالےٰ اس دعا کو قبول کرتا اور کہتا ہے اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ فکر نہ کرو جس طرح میں تمہارے قریب ہوں اسی طرح میری مدد بھی تمہارے قریب ہے۔

ساری طاقتوں اور ساری قدرتوں کا مالک

جب ہمارا رب یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے قرب کا اپنے فضل کے ساتھ اظہار کرنا چاہتا ہے اور ہمیں مشاہدہ کروانا چاہتا ہے۔ تو پھر یہ یقینی ہے کہ ہماری تکلیف دور ہو جائے اور اللہ تعالےٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہو جائے۔ پس اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ میں نے یہ سارا اور ضرر آید اور زلزلہ میں تمہیں مبتلا کرنے کا انتظام اس لئے کیا کہ تا تم دعاؤں کے ذریعہ میری طرف کھنچو اور جب تم دعاؤں کے ذریعہ میری طرف جھکو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان عاشقانہ التجاؤں کے نتیجہ میں تم اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرو گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی معرفت۔ اس کے حسن اور اس کے احسان کی شناخت تمہارے دل میں اس کی محبت پیدا کرے گی۔ پہلے تم عام مومن تھے اور اب

تم خدا کے عاشق بن جاؤ گے

اور تمہارا زندہ تعلق اپنے رب کے ساتھ قائم ہو جائے گا اور جب تمہارا زندہ تعلق اپنے رب کے ساتھ قائم ہو جائے گا تو پھر ہر خوف اور ہر اور ضرر آید کی حالت میں اللہ تعالےٰ اپنی معجزانہ نصرتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔ معجزانہ تائیدات اور نشانات سے تمہاری مدد کریگا۔ اور جب تم اس طرح اپنے زندہ خدا کی زندہ قدرتوں کو اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کرو گے تو تمہارے ایمان میں زندگی پیدا ہوگی اور مضبوطی پیدا ہوگی اور جب تمہارے ایمان اس شکل اور اس رنگ میں مضبوط اور زندہ ہو جائیں گے اس وقت تم اس بات کے مستحق ہو گے کہ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ کہ تم خدا تعالےٰ کی رضا کی جنت میں داخل ہو جاؤ یہ نہ سمجھنا کہ اس زندہ اور مضبوط ایمان کے بغیر جو عشق الٰہی اور دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے بعد انسان کو حاصل ہوتا ہے کوئی شخص جنت میں جا سکتا ہے۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ تم خدا تعالےٰ کی رضا کی جنت میں داخل ہو جاؤ یہ نہ سمجھنا کہ اس زندہ اور مضبوط ایمان کے بغیر جو عشق الٰہی اور دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے بعد انسان کو حاصل ہوتا ہے کوئی شخص جنت میں جا سکتا ہے اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ کیا اس کے بغیر تم جنت میں جا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ پس اپنے اندر ایک زندہ ایک مضبوط ایمان پیدا کرو اور ان راہوں کو اختیار کرو جن پر چل کر انسان اپنے ایمان کو مضبوط کرتا اور اس میں زندگی پیدا کرتا ہے۔ ... اس طرح صراط مستقیم کو اختیار کر کے اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت اور برکت سے تم کامیاب ہو گئے۔ تو تم اللہ تعالےٰ کی رضا کی جنتوں میں بھی داخل ہو جاؤ گے

رمضان کا مہینہ

بڑا مبارک مہینہ ہے یہ سختی کا مہینہ ہے یہ ایک رضا کارانہ سختی ہے جسے ہم برداشت کرنے کے لئے اپنے رب کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ہم دن کو بھوکے رہتے ہیں۔ راتوں کو جاگتے ہیں۔ سحری کے اٹھنے میں کوئی دو بجے اٹھتا ہے۔ کوئی تین بجے اور کوئی چار بجے جتنی جتنی توفیق کسی کو خدا تعالےٰ دیتا ہے وہ عبادت کرتا ہے۔ بعض لوگ جو دن کے وقت محنت مزدوری کا کام کرتے ہیں وہ رات کے پہلے وقت میں نوافل ادا کرتے ہیں بہرحال رات کی سختی مجاہدے اور زندگی کی سختی ہے۔ جو محنت مزدوری کرنے والے شاید آجکل انہیں کچھ بھوک بھی لگتی ہو اور اس لحاظ سے انہیں جسمانی کمزوری بھی محسوس ہوتی ہوگی اور ان کے دل میں یہ خوف پیدا ہوتا ہوگا کہ کہیں ہم کسی دن مزدوری نہ کر سکیں ہم روز کماتے ہیں اور جو کماتے ہیں وہی روز کھاتے اس روز ہمارے بچے کیا کریں گے اور جو دماغی محنت کرنے والے ہیں وہ بھی روزہ میں دماغی ضعف محسوس کرتے ہوں گے کیونکہ دماغ کو پوری غذا نہیں مل رہی ہوتی اور بہت سارے دماغی کام ہیں جن میں روزہ کی وجہ سے بظاہر حرج واقعہ ہو رہا ہوتا ہے لیکن انسان کہتا ہے کہ میرا دماغ بھی خدا نے مجھے دیا ہے۔ اور جن کاموں میں میں لگا ہوا ہوں ان میں کامیابی بھی اس کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے فضل کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں اس کی تنگی کو برداشت کرتا ہوں۔ میں خدا تعالےٰ کے لئے روزے بھی رکھوں گا۔ اس کے لئے راتوں کو جاگوں گا۔ اس کے لئے اپنے مال میں سے خرچ بھی کروں گا۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آتا ہے کہ آپ

رمضان کے مہینہ میں انتہائی سخاوت

کیا کرتے تھے پس جو آپ کے اسوہ پر چلنے والا ہے وہ اس مہینہ میں خاموشی کے ساتھ اپنے بھائی کی عزت اور وقار کا خیال رکھتے ہوئے اپنے مال میں سے حسب توفیق اپنے بھائیوں کی جیبوں میں ڈالتا چلا جاتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس کے بدلہ میں میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا اور جب میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا . . . . تو تمہارے اندر ... کی قدرتوں کی معرفت اور ایمان کی مضبوطی پیدا ہوگی اور جنت کے دروازے تمہارے لئے کھولے جائیں گے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینے میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں عبادت قبول ہوتی اور فضل نازل ہوتا ہے ——— پس

اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بڑی وضاحت سے ہمیں بتایا ہے کہ دعاؤں کے بغیر کوئی زندگی نہیں کیونکہ دعاؤں کے بغیر انسان اپنے رب سے زندہ تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ اور جب تک اپنے رب سے زندہ تعلق قائم نہ ہو جائے اس وقت تک یہ زندگی کوئی رہنے کے قابل ہے؟ اگر کتوں کی طرح، اگر سوروں کی طرح، اگر بندروں کی طرح ہم نے زندگی گزارنی ہے۔ تو بہتر یہی ہے کہ ہم یہ زندگی نہ گزاریں۔ اور اگر ہم نے انسان کی طرح زندہ رہنا ہے تو پھر ہمیں اس مقصد کو حاصل کرنا چاہیئے۔ جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور اپنے رب سے زندہ تعلق پیدا کرنا چاہیئے اور جو تکالیف، اور جو مصائب اور شدائد ہم پر ہمارے رب کی طرف سے اس لئے آتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہمارا تعلق بڑھے۔ ان ابتلاؤں اور امتحانوں کے وقت میں ہمیں ثبات قدم دکھاتے ہوئے کامیاب ہونا چاہیئے۔ اور اس بات کے لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم واقعہ میں خدا کی نگاہ میں اس کے محبوب بندے بن جائیں اور وہ ہم پر اپنی نعمتوں اور فضلوں کو ہمیشہ نازل کرتا رہے۔ (اللہ تعالےٰ ہمیشہ ہی اپنے فضل ہم پر نازل کرے)

(الفضل ۲۳ ۱/۶۸)

"منقولات"

ایک بنیادی نکتہ

نواب علی یاور جنگ کی تقریر آگرہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد میں :-

"ملک کے خلفشار کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس وقت لوگوں کو صرف اپنے حقوق "یاد رہ گئے ہیں اور اپنے فرائض" وہ بھول گئے ہیں"

یہ بات بیچو نواب کی طبع زاد نہیں یہ تو عین شریعت اسلامی کا ایک بنیادی حکیمانہ اصول ہے۔ اور اس نے بندوں کے متعلق احکام میں ہر قدم پر ملحوظ رکھا ہے جہاں رعایا پر اولوالامر کی اطاعت واجب رکھی ہے۔ وہیں اولوالامر پر بھی عدل کامل اور رعایا پروری واجب کر دی ہے۔ جہاں شوہر کو بیوی کا قوام (سربراہ) بنایا ہے۔ وہاں بیوی کے سارے حقوق کی ادائی بھی اس پر لازم کر دی ہے۔ یہ یکطرفہ حقوق طلبی کا ہنگامہ تو تمامتر فرنگی ابلیسیت کی ایجاد ہے۔ جس نے ہوائے نفس کو معبودیت کے درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ اور "آزادی" کے خوشنما لقب کی آڑ میں ہر قسم کی بے قیدی اور اباحیت کا دروازہ کھول دیا ہے۔

(صدق جدید ۱۵ ۱۲/۶۷)

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق فاضلہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ صوبہ بہار

(۲)

مقدمات کی پیروی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کا تیسرا پہلو شفقت علیٰ خلق اللہ پر مشتمل ہے۔ چند ایک واقعات اس پہلو پر روشنی ڈالنے کے لئے بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ والدین کی امور معروفہ میں اطاعت اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی نہایت وضاحت کے ساتھ تلقین کی گئی ہے۔ اور حدیث نبوی میں عقوق والدین کو گناہ کبیرہ بتایا گیا ہے۔ اس امر کا انسان کے اخلاق کے ساتھ بنیادی تعلق ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مستند روایات میں اس امر کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ اپنے والد محترم کی کمال اطاعت کرتے تھے۔

آپ کے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دیکھ رہے تھے کہ آپ کو دینی کتب کے مطالعہ اور نماز روزہ وغیرہ احکام الٰہی بجا لانے میں تو شغف ہے لیکن دنیوی امور میں آپ بالکل غافل ہیں۔ اس لئے اس خیال سے کہ میرا بیٹا کہیں میرے بعد اپنے بڑے بھائی کا دست نگر نہ رہے آپ کو حکماً مقدمات کی پیروی کے لئے ارشاد فرما دیتے تھے اور حضور بھی محض اپنے والد کی اطاعت کی خاطر ان مقدمات کی پیروی میں مصروف ہو جاتے تھے لیکن بالطبع آپ کو اس شغل سے نفرت تھی۔

۱۔ ایک دفعہ جبکہ آپ کی عمر پچیس تیس برس کے قریب تھی آپ کے والد بزرگوار کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر تنازعہ ہو گیا۔ آپ کے والد صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ زمین کے مالک ہونے کی حیثیت سے درخت ہماری ملکیت ہیں۔ اس لئے انہوں نے موروثیوں پر دعویٰ دائر کر دیا۔ اور حضور کو مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور بھیجا۔ آپ کے ہمراہ دو گواہ بھی تھے۔ آپ جب نہر سے گذر کر ایک گاؤں میں جو نتھا نوالہ پہنچے تو وہ راستہ میں ذرا ستانے کے لئے بیٹھ گئے۔ اور ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"والد صاحب یونہی فکر کرتے ہیں۔ درخت کھیتی کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں۔ اگر کاٹ لیا کریں تو کیا حرج ہے بہر حال میں تو عدالت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً یہ ہمارے ہی ہیں۔ ہاں ہمارا حصہ ہو سکتے ہیں۔"

موروثیوں کو بھی آپ پر بے حد اعتماد تھا۔ چنانچہ جب مجسٹریٹ نے موروثیوں سے اصل معاملہ پوچھا تو انہوں نے بلا تامل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے دریافت کر لیا جائے۔ چنانچہ مجسٹریٹ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ:-

"میرے نزدیک تو درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے ویسے ہی درختوں میں بھی ہے۔"

آپ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ واپسی پر جب آپ کے والد صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوئے۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ گھر میں کہا کہ ان کا کھانا بند کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا یہ واقعہ اور اسی قسم کے اور بھی واقعات ہیں۔ ان میں درحقیقت قرآن کریم کی آیت وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کی عملی تفسیر کی لطیف جھلک دکھائی دیتی ہے۔ حضور نے ایک ہی وقت میں والد محترم کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ایک عظیم الشان نمونہ اور اسوہ پیش کیا ہے۔ اور جس طرح آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو مقدم رکھا گیا ہے اسی طرح حضور نے بھی اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو مقدم رکھ کر اپنے نقصان؛ والد محترم کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے احکام الٰہی کو مقدم رکھا اور اپنے بیان سے اپنا مقدمہ ہارنے کا کوئی افسوس نہیں بلکہ خوشی محسوس کی ہے۔

۲۔ آپ کے خادم مرزا اسمٰعیل بیگ مرحوم کی شہادت ہے کہ جب حضرت اقدس اپنے والد محترم کے ارشاد کے ماتحت بعثت سے قبل مقدمات کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا۔ اور میں بھی عموماً ہمرکاب ہوتا تھا۔ لیکن جب چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے اور مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا حضور مجھے شرم آتی ہے۔ آپ فرماتے کہ:-

"ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی تم کو سوار ہوتے کیوں شرم آتی ہے۔"

جب حضرت اقدس قادیان سے چلتے تو ہمیشہ پہلے مجھے سوار کراتے جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہو جاتا تو میں اتر پڑتا۔ اور آپ سوار ہو جاتے اور اسی طرح جب عدالت سے واپس ہونے لگتے تو پہلے مجھے سوار کراتے اور بعد میں آپ سوار ہوتے۔ جب آپ سوار ہوتے تو گھوڑا جس چال سے چلتا اسی چال سے چلنے دیتے۔ (حیات طیبہ)

تحمل

تحمل ایک اعلیٰ درجہ کا خُلق ہے۔ جس کے نتیجہ میں انسان بڑے بڑے ہلاکت خیز فتنوں کو بڑی عمدگی کے ساتھ فرو کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام میں یہ خلق بھی اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ ایک مقام پر حضور خود فرماتے ہیں کہ:-

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں اپنی جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۵)

ایک دفعہ حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے کچھ دنوں کے بعد لوگوں کی کثرت سے آمد و رفت کو دیکھ کر حضور ایک بیج کوٹھی میں منتقل ہو گئے۔ ایک روز وہاں برہمو سماج کے بہت بڑے لیڈر سوز مدار بھی موجود تھے۔ جو کہ ملکی اخلاق اور سوشل کاموں میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ وہ اس جلسہ میں موجود تھے۔ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا تھا آیا اور اس نے اپنے غیظ و غضب کا اظہار نہایت تکلیف دہ الفاظ اور گالیوں کی صورت میں کیا۔ حضرت اقدس اپنی پگڑی کا شملہ منہ پر رکھے سنتے رہے۔ اور بالکل خاموش تھے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر کسی قسم کی کوئی علامت نفرت یا غصہ کی ظاہر نہیں ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا گویا آپ کچھ سنتے ہی نہیں۔ آخر وہ تھک کر آپ ہی خاموش ہو گیا۔ اور چلا گیا۔ حاضرین میں سے اکثر کو غصہ آتا تھا۔ مگر کسی کو یہ جرأت حضرت کے ادب کی وجہ سے نہ تھی کہ اسے روکتا۔ جب وہ چلا گیا۔ تو اس برہمو سماج لیڈر نے کہا:-

"ہم نے مسیح کی بردباری کے متعلق بہت کچھ سنا ہے مگر یہ کمال تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔"

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام گھر میں تشریف فرما تھے اور باہر سے آئی ہوئی ڈاک ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اسی دوران میں حضرت میر ناصر نواب صاحب گھر میں تشریف لائے۔ حضرت میر صاحب جلالی طبیعت رکھتے تھے۔ آپ غصے کی حالت میں کبھی اس کمرے میں داخل ہوتے اور کبھی اس کمرے میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھانپ گئے کہ کوئی واقعہ پیش آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا میر صاحب کیا بات ہے۔ میر صاحب نے عرض کیا کہ یہ جو آپ کے بھائی مرزا امام الدین اور نظام الدین ہیں۔ انہوں نے ہم سے ایک کمرہ مستعار لیا تھا دو چار روز کے لئے اب چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے اور جبکہ ہمیں ضرورت ہے۔ اور ان سے کمرے کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے تو بجائے (باقی صفحہ نظام نمبر ۹ پر)

رمضان المبارک کی برکات

مسجد ڈائمنڈ ہاربر کی بنیاد اور دو نوجوانوں کی بیعت

جماعت احمدیہ کلکتہ کی تبلیغی و تربیتی مساعی

رمضان المبارک کی آمد سے قبل ۱۔ مکرم امیر صاحب کلکتہ کے مشورہ سے یہ پروگرام بنایا گیا کہ اس مبارک ماہ میں ہر روز نماز عشاء سے پہلے مسجد احمدیہ میں پندرہ منٹ کے لئے حدیث کا درس ہو۔ بعد ازاں نماز عشاء اور نماز تراویح باجماعت ہو نیز ہر ہفتہ اور اتوار کو عصر کی نماز کے بعد قرآن مجید کا درس ہو اور پھر اجتماعی افطار رکھا ہو۔ جس کا انتظام جماعت احمدیہ کلکتہ کرے گی۔ اور پھر عشاء کی نماز کے بعد تراویح باجماعت ہو۔ اور ان پروگراموں میں کوشش کی گئی کہ احباب کثرت سے شریک ہوں۔ چنانچہ اب تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو رمضان کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

۲۔ مسجد احمدیہ حاجی پور (ڈائمنڈ ہاربر) کا سنگ بنیاد

ڈائمنڈ ہاربر کلکتہ سے قریباً ۳۷ میل پر واقع ہے۔ اور پُر فضا مقام ہے۔ دُور دُور سے سیاح وہاں آتے ہیں۔ اس کے بالکل قریب کی بستی حاجی پور میں کئی سال سے ہماری ایک چھوٹی سی جماعت موجود ہے۔ اس بستی کے ارد گرد اور بھی کئی بستیاں ہیں جن میں مسلمان کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ڈائمنڈ ہاربر کے ایریا میں تین سال سے ہماری تبلیغی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ اور بنگالی زبان میں احمدیت کے مسائل پر جماعت احمدیہ کلکتہ نے میری زیر نگرانی کافی لٹریچر شائع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری آمد کے بعد ان علاقوں میں کئی خاندان سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ حاجی پور کی جماعت کی فوری ضروریات اور ڈائمنڈ ہاربر کے علاقہ کی تبلیغی ضروریات کے پیش نظر یہ ضروری سمجھا گیا کہ حاجی پور میں ایک مسجد تعمیر کی جائے اور اس کے ساتھ مبلغ کی رہائش کے لئے ایک پختہ کوارٹر بھی تاکہ مبلغ اپنے اہل و عیال کو وہاں رکھ کر یکسوئی سے اپنے فرائض ادا کر سکے۔

مسجد کی تعمیر سے قبل وقتی تبلیغی ضروریات کے پیش نظر قریباً ایک سال سے ڈائمنڈ ہاربر میں ایک کمرہ کرایہ پر لے کر احمدیہ مسلم مشن اور لائبریری کھولی ہے اس مشن کے انچارج پہلے مولوی عبد المطلب صاحب تھے۔ اب ان کے تبادلہ کے بعد مکرم مولوی عبد الرحمٰن فانی ہیں۔ اس کمرے کا کرایہ جماعت کلکتہ ادا کرتی ہے لائبریری کے لئے تبلیغی کتب کچھ احمدیہ مسلم مشن کلکتہ سے دی گئی ہیں اور کچھ مخیر دوستوں نے عطا فرمائی ہیں۔ اور اس لائبریری کا ضروری فرنیچر الماری میز کرسی وغیرہ مکرم میاں عبد المجید صاحب وہرہ نے عنایت فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد احمدیہ حاجی پور کے لئے مناسب زمین مکرم چوہدری محمود احمد صاحب و منیر احمد صاحب احمدی کلکتہ نے خرید کر دی ہے۔ اور اپنے خرچ پر اس زمین کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام رجسٹری بھی کروا دیا ہے۔ جزاہما اللہ احسن الجزاء۔

اس مسجد اور کوارٹر کی تعمیر کا ذمہ جماعت احمدیہ کلکتہ نے اٹھایا۔ اس کے اخراجات کا اندازہ فی الحال پندرہ ہزار ہے۔ چنانچہ باہمی مشورہ سے طے کیا گیا کہ پہلے وہاں کوارٹر کی تعمیر شروع کر دی جائے تاکہ وہاں تعمیر کے سامان رکھنے اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام ہو سکے۔ چنانچہ یہ کوارٹر ایک حد تک مکمل ہو چکا ہے۔ پھر باہمی مشورہ سے یہ طے ہوا کہ مورخہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۶۷ء بمطابق اکیس رمضان المبارک بروز اتوار قبل از دوپہر احباب جماعت کی دعاؤں کے ساتھ مسجد احمدیہ حاجی پور کا سنگ بنیاد رکھ دیا جائے۔ چنانچہ کل قریباً ساڑھے گیارہ بجے قبل از دوپہر اس مسجد کا سنگ بنیاد دُعاؤں کے ساتھ مکرم میاں محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے اپنے ہاتھ سے رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ سعادت مبارک کرے۔ اس تقریب میں شمولیت کے لئے احباب حاجی پور و ڈائمنڈ ہاربر کے علاوہ کلکتہ سے مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی۔ میاں عبد الحمید صاحب وہرہ۔ میاں مظفر احمد صاحب سید کریم بخش صاحب مع فرزندان، مکرم منشی شمس الدین صاحب۔ عزیزم محبوب علی صاحب۔ عزیزم تاج الدین صاحب۔ مکرم مولوی فانی صاحب اور خاکسار مع امیر جماعت حاجی پور پہنچے۔ مکرم میاں عبد الحمید صاحب اپنے ہمراہ ایک قبلہ نما لے گئے تھے۔ اس کی مدد سے اس مسجد احمدیہ کے قبلہ کی تعیین کی گئی۔

دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی آبادی اور اس سے حاصل ہونے والی برکتوں سے سب کو مستفیض فرمائے۔ جس بھائی نے بھی اس مسجد کی تعمیر میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ اسے برکت دے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ میاں محمد حسین صاحب کے خاص ملازم عبد الحمید صاحب اس مسجد کی تعمیر کی نگرانی کر رہے ہیں اور سامان کی فراہمی ان ہی کے ذمہ ہے۔ مستری بذل الرحمٰن صاحب کو اس مسجد کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر دے۔ مسجد کے اخراجات کی نگرانی اور حساب و کتاب رکھنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ جس کے انچارج مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔ اے ہیں۔

۳۔ اس رمضان المبارک کے تبلیغی نتائج کے لحاظ سے ہم کو یہ برکت بھی حاصل ہوئی ہے کہ اس ماہ دو نوجوانوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ جن میں ایک نوجوان ایم۔ اے ایل ایل۔ بی اور ہائی کورٹ کلکتہ میں ایڈووکیٹ ہیں۔ کل اجتماعی افطاری کے موقعہ پر نو مبائع ایڈووکیٹ احباب جماعت سے بھی ملے۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ اور ان کے ذریعہ دوسروں کو بھی ہدایت دے۔ آمین۔

مجھ پر یہ اثر ہے کہ علاقہ بنگال کے لوگ مسلمانوں میں تبلیغ کے کافی مواقع ہیں۔ اور وہ جماعت کے عقائد سے متاثر بھی ہیں۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے خوشکن نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار شریف احمد امینی
انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق فاضلہ

(بقیہ صفحہ ۳)

اس کے کہ کمرہ خالی کر دیں اُلٹی گالیاں دیتے ہیں۔ میں تو لاٹھی تلاش کر رہا ہوں ان کا سر پھوڑ دوں گا۔

حضورؑ نے نہایت تحمل سے فرمایا کہ اس کے متعلق بھی دیکھا جائے گا۔ آج ڈاک کچھ زیادہ آ گئی ہے۔ آپ بھی اس سلسلہ میں کچھ مدد کریں۔ حضرت میر صاحب فوراً بیٹھ کر ڈاک دیکھنے لگے۔ پہلی چٹھی کھولی تو اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے گالیاں ہی گالیاں لکھی ہوئی ہیں۔ دوسری کھولی تو اس میں بھی گندی سے گندی گالیاں لکھی ہیں۔ تیسری چٹھی کھولی تو دیکھا اس میں بھی یہی کچھ لکھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت میر صاحب کا رنگ فق ہو گیا اور عرض کیا۔ حضور میں سمجھ گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ میر صاحب! آپ ایک دو گالیوں سے گھبرا گئے ہیں۔ ہم تو روز گالیوں کی چٹھیاں وصول کرتے ہیں۔ اور یہ گالیاں ہم قیمتاً خریدتے ہیں کیونکہ ایسی چٹھیاں عموماً بیرنگ آتی ہیں۔ (روایتی)

درخواست دعا۔ خاکسار ایک عرصہ سے مختلف اقسام کے تفکرات اور مالی پریشانیوں میں گرفتار ہے۔ اپنی صحت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔ نیز میری اہلیہ کو بھی بہت دنوں سے دمہ کے عارضہ کی شکایت ہے۔ مولا کریم میری پریشانیوں کو جلد دور کر کے اہلیہ کو شفا کاملہ عاجلہ عطا کرے۔

خاکسار شیخ شمس الدین احمدی معلم
نائب صدر جماعت احمدیہ [illegible]
اڑیسہ

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

(قسط ۳)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

زندہ خدا

بھائیو! ہر مذہب کا نقطہ مرکزی خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور کسی مذہب کو اختیار کرنے کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا جو نجات کا سرچشمہ ہے۔ اُس پر ایسا کامل یقین پیدا ہو جائے۔ کہ گویا اُس کو آنکھ نے دیکھ لیا۔ کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ اور انسان گناہ کے مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا۔ جب تک کہ اُس کو کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین ہو۔ مگر اُس خالق و مالک ہستی کی پہچان جس قدر ضروری قرار پاتی ہے۔ بدقسمتی سے اتنے ہی غلط نظریات و خیالات اُس کی ذات و صفات کے بارہ میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ دہریہ لوگ اُس کی ہستی ہی کے قائل نہیں۔ پارسی ایک کی بجائے دو ہستیوں یعنی خالق شر اور خالق خیر کے قائل ہیں۔ عیسائی باپ بیٹا۔ روح القدس تین اقانیم کو خدا مانتے ہیں۔ اور اسی طرح بعض دیگر مذاہب میں مختلف اجرام فلکی۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات اور دیوی دیوتاؤں کو خدا کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ بعض لوگ باوجود خدا کو قادر مطلق اور سرب شکتیمان ماننے کے اسے روح و مادہ کا خالق نہیں مانتے بلکہ روح و مادہ کو بھی خدا تعالیٰ کی طرح ازلی ابدی قرار دیتے ہیں۔ برہمو سماج اور دیو سماج خدا کی صفت "تکلم" کے ہی منکر ہیں کہ خدا بندے سے کلام کر ہی نہیں سکتا۔ کسی نے خدا کی صفت تکلم کو تو تسلیم کیا۔ مگر ویدوں۔ تورات اور انجیل تک ہی اُسے محدود کر دیا۔ اور تو اور خود مسلمانوں نے قرآن مجید کے نزول کے بعد وحی الٰہی کے دروازے کو بند قرار دے دیا تھا۔ اور نیچری خیالات کے لوگ قبولیت دعا کے ہی منکر ہو گئے۔ مگر ان سب نظریات کے مقابل پر اسلام کی تعلیم کی روشنی میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اعلان فرمایا۔ کہ خدا موجود ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں واحد لاشریک ہے۔ اُس کی صفات ازلی ابدی ہیں اور اور اُن میں کبھی بھی تعطل پیدا نہیں ہوتا۔ وہ حیّ و قیوم اور سمیع و بصیر ہے۔ وہ آج بھی اپنے بندوں کو اپنے تیئں بیا اور زندگی بخش کلام سے نوازتا ہے۔ اور آج بھی اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

نیز فرمایا:-

"خدا نیچر رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اُس پر ایسا کامل یقین ہو جائے۔ کہ گویا اُس کو آنکھ سے دیکھ لیا جائے۔ کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا۔ جب تک اُس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو۔ پس سب سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے۔ ... ہمارا زندہ حیّ و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ تو وہ قدرت کے بھرے الفاظ سے جواب دیتا ہے۔ ...... یہاں تک کہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہیئے دعائیں قبول کرتا اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔"
(نسیم دعوت صفحہ ۸۳)

نیز فرمایا ؎

آں خدائیکہ از و خلق جہاں بیخبر اند!
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

اس زندہ خدا کے بارے میں آپ اپنا اور ہمدردی و شفقت مخلوق خدا کو باخبر کرتے ہیں۔

(۱) "کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے۔ جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا۔ اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے۔ وہ تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دَف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"
(کشتی نوح)

(۲) "میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے۔ اور مجھے جواہرات کی معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہیرا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا۔ اُس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اُس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اُس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اُس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اُس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع انسان کو اس سے محروم رکھوں۔" (اربعین ۲)

پیارے دوستو! ایک مقام پر آپ اس پیارے اور محبوب خدا کو یوں انداز میں مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۳) "اے میرے مولا میرے پیارے مالک۔ میرے محبوب۔ میرے معشوق خدا۔ دنیا کہتی ہے تو کافر ہے۔ مگر کیا تجھ سے پیارا مجھے کوئی اور مل سکتا ہے۔ اگر ہو تو اُس کی خاطر تجھے چھوڑ دوں۔ لیکن میں تو دیکھتا ہوں کہ جب لوگ دنیا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ جب میرے دوست اور دشمنوں کو علم تک نہیں ہوتا۔ کہ میں کس حالت میں ہوں اُس وقت تو مجھے جگاتا ہے۔ اور محبت سے پیار سے فرماتا ہے کہ غم نہ کھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو پھر اے میرے مولیٰ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ اس احسان کے ہوتے ہوئے پھر بھی میں تجھے چھوڑ دوں۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں"
(بدر ۱۸ جنوری ۱۹۰۶ء)

(۴) اور آپ ایک اشتہار میں تمام مذاہب کو مخاطب کرتے ہوئے پیغام دیتے ہیں کہ:-

"میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ .... اس اشتہار دینے کی اصل غرض یہی ہے۔ کہ جس مذہب میں سچائی ہے۔ وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتی ہے۔ جیسے اول ویسے ہی آخر سے سچا مذہب کبھی خشک فلسفہ نہیں بن سکتا۔ سو اسلام سچا ہے۔ میں ہر ایک کو کیا عیسائی۔ کیا آریہ اور کیا یہودی اور کیا برہمو۔ اس سچائی کے دکھلانے کے لئے بلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مردوں کی پرستش نہیں کرتے۔ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے"
(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۹۸ء)

سو ... کیا ہم تو ان باتوں کو ... حضرت دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

نیز فرمایا:-

(۵) "خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تری ...
(زبانی صفحہ ...)

اہلِ پیغام کی منافقانہ چالیں اور فتنہ انگیز حرکات

(بقیہ صفحہ ۱۲)

پھیلا دیا۔ گویا خود را فضیحت
دیگراں را نصیحت "

(مقدمہ مذکور صفحہ ۱۲)

(۱) پروفیسر الیاس برنی صاحب نے درست لکھا ہے۔ کہ لاہوری فریق حضرت مرزا صاحب کے منکر مسلمانوں کو فاسق جانتا ہے۔ چنانچہ اہلِ پیغام کے سابق امیر مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۸۵ پر صاف کہتے ہیں "مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔ اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے"۔ پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں "مجدد سے انحراف کرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے"۔)

زمانے میں تبدیلی یا ابھی کچھ کسر باقی ہے۔ اب کس منہ سے ایڈیٹر و وکیل صاحب باطل کی وکالت کرتے جائیں گے ؎

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

جہاں تک ہمارے مرحوم و مغفور امام عالی مقام کو بُرے رنگ میں یاد کرنے اور آپ کی ذات پر گند اچھالنے کا سوال ہے۔ ہمیں غیر مبائعین کی حالت پر رونا آتا ہے۔ کہ ایک طرف تو یہ لوگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت و عقیدت کا دم بھرتے ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کی شقاوت قلبی کا یہ عالم ہے کہ حضور کی مبشر اولاد کا ذکر ایسے رنگ میں کرتے ہیں کہ آپ کے خاندان کے کان بھی کتر جاتے ہیں۔

اے کور چشمو! وہ امام عالی مقام جس نے اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچایا۔ جس نے ہزاروں ہزار دن غیر مسلموں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والہ و شیدا بنا دیا۔ جس نے افریقہ کے تپتے صحراؤں میں اذانیں دلوائیں۔ جس نے یورپ کے کفر ستانوں اور تثلیث کدوں میں اللہ کے گھر تعمیر کرا دیئے اور توحید باری کی صدائیں بلند کروائیں۔ جس نے کلام اللہ کے تراجم دنیا کی مشہور زبانوں میں کروا کر اکناف عالم میں پھیلا دیئے جنہوں نے اسلام کی اعلیٰ تعلیمات پر مشتمل لٹریچر سے دنیا کو بھر دیا۔

تا وہ اسلام کو سٹڈی کریں اور ان کی غلط فہمیاں دور ہوں۔ اور اس زندگی بخش مذہب کے ٹھنڈے سایہ تلے آجائیں۔ جس نے قرآن کریم کی ایسی شاندار تفسیر لکھی جو اپنی مثال آپ ہے جس کے مطالعہ سے معقولی رنگ میں اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ایک دنیا پر ظاہر ہو رہا ہے ــــ ایسے بزرگ و بلند شان سنہری کارناموں کے مالک انسان کے بارے میں ایسی بدظنی کا اظہار چاند پر تھوکنے کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا ؎

الفتہ برپا کا نہ بر پاکان بود
خود گمان بت کہ ہستی ماجرا ہے

دور بیٹھے اشکل پچھ مارنا آسان ہے۔ مگر میدان میں نکل کر کچھ کام کر کے دکھانا بڑا مشکل ہے۔ مرحوم و مغفور امام ہمام کو ابتدائی زمانہ خلافت میں "ناتجربہ کار بچہ" کہہ کر تخفیف کرنے والے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کو قدرت خداوندی نے ایسی فہمت دی کہ اپنی آنکھوں کے سامنے اس "بچہ" کا شاندار عروج دیکھا۔ اور جن ساتھیوں کا سہارا لے کر احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے نکلے تھے آخر عمر میں اُنہی ساتھیوں نے اس قدر ناک میں دم کیا کہ موصوف کو وصیت کرنا پڑی کہ "یہ (ساتھ آدمی) جن کا سرغنہ مولوی صدرالدین ہے میرے جنازہ کو ہاتھ نہ لگائیں اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھائیں"۔

مگر واحسرتا کہ مرنے والے کی وصیت کے برخلاف اُسی شخص کو "قوم" کا امیر بنا لیا گیا!!

عبرت کے لئے یہ چند اشارے ہی کافی ہیں ان پر غور کرو! و ما علینا الا البلاغ۔

رہا غیر مبائعین کا غیر احمدیوں کے سامنے مداہنت دکھانا اور اس کا جواز سو آیت قرآنیہ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَبْتَغُوْنَ ...
اس بارہ میں قطعیت کے ساتھ ہدایت دیتی ہے جبکہ اس کے بعد کا حصہ جو ظلا

قطع کی جاتی ہے ... سے شروع ہوتا ہے۔ مداہنت کی پالیسی کو اور زیادہ روشن کر دیتا ہے۔ کاش ان لوگوں کو ان باتوں پر غور کرنے کی توفیق ملتی اور سوچتے کہ یہ طریق درست نہیں ؎

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ کہ تو میروی بترکستان است

بہرحال اب یہ مضمون نگار اور اس کے ہم خیال اہلِ پیغام کی اپنی ایمانی حالت اور ان کی اپنی صوابدید ہے کہ چاہیں تو اپنے طریق عمل پر نظر ثانی کریں اور چاہیں تو شوق سے احمدیت کے بعض بنیادی عقائد کو بھی چھوڑ دیں انہیں کون روکتا ہے۔ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ جب آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں کسی طرح کا امتیاز روا رکھنے کے لئے تیار ہی نہیں۔ جب حضرت امام الزمان علیہ السلام کے صریح حکم کے برخلاف نماز بھی غیر احمدی امام کے پیچھے جا پڑھنے لگے تو پھر نام کی احمدیت کے سوا آپ کے ہاتھ میں کیا رہ گیا؟

پیغام صلح کے زیر نظر مضمون کے آخر میں ایڈیٹر و وکیل مضمون نگار نے اسلام کے مستقبل کے بارہ میں بھی کچھ لکھا ہے۔ مگر یہ مضمون نگار کی ناسمجھی اور معرفتِ حقیقی سے تہی دامنی ہے کہ اسلام کی روحانی فتح اور غلبہ کو مسلمانوں کی تمام سیاسی اور مادی جدوجہد کے ساتھ وابستہ سمجھ رہا ہے جس کے ڈانڈے مبیّنہ "مسلم بلاک" سے ملا رہا ہے۔ اگر ایسا ہونا ہوتا تو مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہی عمل میں نہ آتی۔ مگر مسیح موعودؑ کا پہلا کام تو مسلماں را مسلماں باز کردند ہے۔ اور اسی پاک جماعت کے ذریعہ غلبہ بھی حاصل ہونے والا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ان باریک حکمتوں تک

پہنچنے کے لئے اور ان باتوں کو سمجھنے کے لئے پہلے کسی استاد سے قرآن کریم پڑھیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بغور مطالعہ کریں اور حضور کے الہامات پر نظر تعمق ڈالیں۔ اس کے بغیر ادھر ادھر کی چند بے جوڑ باتوں کو یکجا کر دینے کو نہ تو آیات قرآنیہ کی تفسیر کہتے ہیں اور نہ ایسے ڈھکوسلوں سے روحانی عقدے حل ہوا کرتے ہیں!!

ہمارا یقین ہے کہ بالآخر اسلام غالب آئے گا مگر وہی اسلام جسے احمدیت پیش کرتی ہے۔ کیونکہ یہی زندہ اسلام ہے۔ مگر اس کی معین صورت کیا ہوگی یہ خدا ہی جانے۔ ہو سکتا ہے کہ وقت آنے پر سیاسی اور مادی رنگ میں اسلام کے لئے خدمت کرنے والوں پر احمدیت کی صداقت روشن ہو جائے اور وہ سب لوگ بھی احمدیت کے شیدائی بن جائیں۔ اور اُن کے ذریعہ خدا کی تقدیر پوری ہو و ما ذالک علی اللہ بعزیز۔

آخر میں ہم اہلِ پیغام سے درخواست کرتے ہیں کہ بہتر ہے کہ آپ لوگ مثبت رنگ میں دین کا کچھ کام کریں۔ خواہ مخواہ کی فتنہ انگیزیوں سے باز آجائیں متانت اور تہذیب کے ساتھ بات کریں دلیل کا جواب دلیل سے دیں گند اچھالنا چھوڑ دیں۔ تقویٰ اختیار کریں۔ اپنے لئے خدا کی فعلی شہادت کو پڑھنے کی کوشش کریں۔ ۱۹۱۴ء سے اب تک ۵۳ سال کی مخالفت سے آپ لوگوں نے کیا حاصل کیا؟ سوائے ناکامی اور نامرادی یا ان سرٹیفکیٹوں کے جن کا کھوکھلا پن آپ لوگوں کی ضیافت طبع کے لئے اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ آپ لوگ کیا تھے اور کس مقام پر کھڑے ہیں۔ کیا کبھی وقت کبھی آپ لوگوں نے خالی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کیا ہے کہ مبائعین کی جماعت سے جس شخص کو گندہ اور متعفن عضو سمجھ کر علیحدہ کر دیا گیا تم نے اسے اپنا آقا اور

دعائے مغفرت

میری خوشدامن صاحبہ اہلیہ محترم سید حسین صاحب ذوقی مرحوم جو شاہنامہ احمدیت کے نام سے تاریخ احمدیت کو منظوم شکل میں شائع فرما چکے ہیں ۱۵ر رمضان المبارک کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان اور احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی اولاد کو بھی توفیق بخشے کہ مرحومہ کی نیکیوں کو اپنائیں اور زیادہ سے زیادہ دینی خدمات بجالاتے رہیں۔ آمین۔

خاکسار محمد صادق احمدی
شکر گنج حیدر آباد۔

موجودہ مالی سال کے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں

بعض جماعتہائے احمدیہ کے سیکرٹریان مال کی خدمت میں نسبتی بجٹ۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع بھجوائی جارہی ہے تاکہ وصولی چندہ جات کی کمی کو پورا کرنے کی طرف توجہ دے سکیں۔ جماعتوں کے مجموعی جائزہ سے یہ نظر آتا ہے کہ متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے وصولی متوقع بجٹ کی نسبت سے مطابق نہیں ہوئی اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے تاحال برائے نام وصولی ہوئی ہے اور انہیں اپنے لازمی چندہ جات کی وصولی کو بجٹ کے مطابق بنانے کے لئے کافی ہمت اور کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

لازمی چندہ جات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشادات احباب جماعت اور عہدے داران مال کی آگاہی اور فوری توجہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

”میں ایسے چندے کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھوا دیا اور پھر خط وکتابت ہو رہی ہے یاد دہانی کرائی جارہی ہے۔ اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے۔“

نیز فرمایا:۔

”میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں .... وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔“ پھر فرمایا

”جیسا کہ میں نے دوستوں سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ جماعت اپنے زبانی وعدہ کے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کردیں۔“

مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہوگیا کہ حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ توقع رکھتے ہیں کہ جماعت کا ہر فرد اپنے دین کو مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کے مطابق باوجود اپنی ذاتی اور خانگی ضروریات اور مشکلات کے جماعتی ضروریات کو ترجیح دیتے ہوئے مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرکے اپنے ذمہ کے چندہ جات کی سولہ صدی ادائیگی کرے اور اپنے ایمان اور اخلاص کا ثبوت دے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ احباب جماعت اس نقطہ کو صحیح طور پر سمجھ کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

اللہ تعالےٰ سب دوستوں کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

بدر کی خصوصیات

(۱) حضرت مصلح موعود نے دعا فرمائی ہے۔ کہ ”جو بدر کی خدمت کیا کرینگے۔ اللہ تعالےٰ اُسے برکت پر برکت عطا فرمائے گا۔“

بدر کا ہر پرچہ

(۲) خدا کی باتوں ——— (۳) خدا کے رسول کی باتوں ———

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیمتی اقتباسات۔

(۵) خلیفۂ وقت کے رُوح پرور اور زندگی بخش خطبات

(۶) حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت وخیریت کے حالات

(۷) دائمی مرکز قادیان دار الامان کی خبروں

(۸) قیمتی تبلیغی وتربیتی ——— اُمور

(۹) بلند پایہ علمی مضامین سے لبریز ہوتا ہے۔

مینجر بدر

قربانیوں میں تیز تر ہونے کی ضرورت

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ)

(۱) اسلئے کہ نیکی جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ (حضرت المسیح الموعود)

(۲)۔ سوفیصدی چندہ وقف جدید ادا کرنے والی جماعتوں یا افراد کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعا اور قارئین بدر کی دعاؤں سے حصہ ملتا ہے۔

(۳) معلمین کرام بروقت اخراجات کی رقم حاصل کرکے باحسن طریق تبلیغ اسلام کا کام کرسکتے ہیں۔

(۴) یاددہانیوں اور دورہ کے سفر خرچ میں کفایت واقع ہوکر سلسلہ کو فائدہ پہنچتا ہے یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کام ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

”ہمیں چست ہونے کی ضرورت ہے۔ اخلاص میں بڑھنے کی ضرورت ہے۔ قربانیوں میں تیز تر ہونے کی ضرورت ہے۔ جس مقصد کے لئے ہمیں قائم کیا گیا اور زندہ کیا گیا اور منظم کیا گیا ہے اس مقصد کو قریب تر ہونے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق عطا کرے۔“

(انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان)

خبریں!

نئی دہلی ۳۰ر دسمبر۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ڈیفینس آف انڈیا رولز ایمرجنسی (ہنگامی حالت) کے ختم ہونے کے چھ ماہ بعد تک بھی قائم رہیں گے۔ ایمرجنسی چند دنوں تک ختم کی جا رہی ہے اور اس سے پہلے شیخ عبداللہ کو رہا کر دیا جائے گا۔ (پرتاب جالندھر ۳۱؍۱۲)

نئی دہلی ۳۰ر دسمبر نئی دہلی میں بھارت اور امریکہ کے درمیان ایک معاہدہ پر دستخط ہوئے جس کی رو سے بھارت امریکہ سے معاہدہ پی ایل ۴۸۰ کے تحت ۴۵ لاکھ ٹن اناج خریدے گا۔ اس میں ۴۰ لاکھ ٹن گندم اور ۵ لاکھ ٹن مکا ہوگا۔ اس اناج کی قیمت ایک ارب ۸۵ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے ہے۔ اور یہ چھ ماہ کے اندر اندر سمندری جہازوں میں بھارت بھیج دیا جائے گا۔ اس اناج کو جلد بھارت پہنچانے کے لئے واشنگٹن میں بھارتی سپلائی مشن کو سات لاکھ ٹن اناج خریدنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اس اناج کو ملاکر ۱۹۵۱ء سے لے کر اب تک امریکہ بھارت کو ۹ کروڑ ۵۵ لاکھ ٹن اناج سپلائی کر چکے گا۔ نئے معاہدہ کی رو سے ملنے والے اناج کی ۸۰ فیصد کی قیمت روپوں میں ادا کی جائے گی۔ پانچ فیصد کی قیمت امریکی ڈالروں میں ادا کی جائے گی۔ اور باقی کے ۱۵ فیصد حصہ کی قیمت کو امریکہ چاہے تو ڈالروں میں تبدیل کرا سکے گا۔ یہ رقم ۴۰ برسوں میں امریکہ کو واپس ادا کی جائے گی۔

پٹیالہ ۳۰ر دسمبر۔ گورنر پنجاب شری ڈی. سی. پاوتے نے کہا کہ لسانی جنون، علاقائی تنگدلی اور علاقہ پرستی دیش کے تمیتں بڑے خطرے ہیں جو ہمارے دیش کی یکجہتی اور ترقی روک رہے ہیں۔ انڈین ہسٹری کانگرس کے ۲۶ ویں سیشن کا افتتاح کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جب تک یہ رجحانات قائم ہیں قوم کی ترقی کے راستہ میں اڑچن بنی رہے گی۔ اور یہ جدید سماج نہ بن سکے گی۔ جس کی بنیاد ۲۰ سال پہلے رکھی گئی تھی۔ انہوں نے کہا اگرچہ مورخین کو ان کے بارے صحیح جائزہ لینے کے لئے ۴۰ سال پیچھے جانا پڑتا ہے۔ تاہم اس وقت دیش کو جو مسائل درپیش ہیں وہ بھی مورخین کے لئے اہم ہیں اور انہیں اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ یہ سوال ذہن نشین ہے اور مورخین موجودہ مسائل کو پیش نظر رکھ کر اس کا صحیح جائزہ لے سکتے ہیں۔ اگر مورخین نے اسے نظر انداز کیا تو واقعات کی صداقت ختم ہو جائے گی۔

جالندھر ۳۰ر دسمبر۔ شرومنی اکالی دل ماسٹر تارا سنگھ گروپ کے جنرل سیکرٹری شری ہرگورنام سنگھ نے آج ایک بیان میں سکھ ہوم لینڈ کا مطالبہ پھر دہرایا۔

ملبورن ۳۱ر دسمبر۔ آج بھارت اور آسٹریلیا کے درمیان دوسرے ٹیسٹ میچ کے پہلے دن بھارتی کھلاڑیوں نے مایوس کن کھیل کا مظاہرہ کیا اور کھیل ختم ہونے تک ٹیم نے صرف ۱۵۵ دوڑیں بنائی تھیں اور آٹھ کھلاڑی آؤٹ ہو چکے تھے۔ نواب پٹودی اور ونو مانکڈ ڈیسائی کھیل رہے تھے جو بالترتیب ۷ اور ۳۰ دوڑیں بنا چکے ہیں۔ نواب پٹودی نے ٹاس جیتا اور پہلے کھیلنے کا فیصلہ کیا آسٹریلیا کے تیز باؤلر میکنزی کے سامنے بھارتی کھلاڑی جم نہ سکے۔

بٹھنڈہ ۳۰ر دسمبر۔ وزیر لوکل باڈیز شری فقیر چند گپتا نے کل بٹھنڈہ میں ضلع کی میونسپل کمیٹیوں کے صدر اور سیکرٹریوں و اگزیکٹو افسروں کو خطاب کرتے ہوئے اس امر کا اشارہ کیا کہ ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ اناج پر پھر سے محصول چنگی عائد کر دے۔ کیونکہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ اس سے لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن اس سے لوکل باڈیز کی آمدنی میں کافی مدد ملے گی۔ چنانچہ میٹنگ میں موجود اصحاب نے اس تجویز کی متفقہ طور پر حمایت کی۔

بھگواڑہ ۳۰ر دسمبر۔ چینی کے نرخوں میں کافی مندہ ہونے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔ کیونکہ فیکٹریوں کے پاس ریلیز آرڈر پہنچ چکے ہیں۔ اس وجہ سے فیکٹریاں تیز رفتاری سے چینی فروخت کرنا چاہتی ہیں۔ مقامی منڈیوں میں گڑ اور شکر کے نرخوں میں بیس روپے کوئنٹل کی کمی ہو گئی ہے۔ چنانچہ اب گڑ کا بھاؤ ۱۴۰ روپے فی کوئنٹل ہے۔ دیسی کھانڈ کا بھاؤ تین سو روپے فی کوئنٹل سے بھی کم ہو گیا ہے۔ چینی کا بھاؤ ۲۷۵ روپے فی کوئنٹل تک رہ گیا ہے۔ شوگر سنڈیکیٹ کے ایک ترجمان نے بتایا کہ ایک ہفتہ میں چینی ۲½ روپے کلو ہو جائے گی۔

نئی دہلی ۲۸ر دسمبر۔ اگلے سال کے یوم جمہوریہ میں جو غیر ملکی معززین شامل ہونگے ان میں روس کے وزیر اعظم مسٹر کوسی گن اور یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو کے نام قابل ذکر ہیں۔ ہندوستان کے یوم جمہوریہ کی پریڈ دنیا کی رنگا رنگ ترین تقریبات میں شامل ہے۔ اگلے سال اس پریڈ کو بین الاقوامی کانفرنس کے ڈھائی ہزار مندوب بھی دیکھیں گے۔ یوگوسلاویہ کے صدر اور روس کے وزیر اعظم مسٹر کوسی گن صدر جمہوریہ کے دائیں جانب وائی۔ آئی۔ پی انکلوژر سے پریڈ دیکھیں گے۔

کلکتہ ۲۸ر دسمبر۔ آج ڈم ڈم ہوائی اڈہ کے نزدیک نہایت زبردست کہرا چھایا رہا جس سے گیارہ ہوائی جہازوں کی پرواز میں تاخیر ہو گئی بعض دو تین گھنٹہ تاخیر سے اڑے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

(بقیہ صفحہ ۹)

آہستگی سے اور حلم اور غربت کے ساتھ اُس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں۔ جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے... اور کامل تقدس اور کامل علم اور کامل الصاف رکھتا ہے۔ اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا۔ جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اُس نے بھیجا ہے۔ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دُنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں...... مجھے اُس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں۔ اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کیلئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور معارف اور علوم عطا فرمائے ہیں۔" (مسیح ہندوستان میں)

کہا گیا یہ صرف دعوے ہی نہ تھا۔ آپ نے اپنے الہامات اور خدائی کلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جو عین وقت پر پوری ہوتی رہیں اور ہو رہی ہیں۔ قبولیت دعا کے نشانات دکھلائے۔ اور یہ سب باتیں آپ کی کتب میں شائع شدہ موجود ہیں اور یہ امر ثابت کرتا ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق ایک "زندہ خدا" کے ساتھ تھا۔ اور یہ وہی خدا ہے جس کو اسلام پیش کرتا ہے۔ اور جس کو آپ نے دُنیا کے سامنے پیش فرمایا۔